لطف الرحمٰن

ان کا اصل اور ادبی دونوں نام لطف الرحمٰن ہے۔ ان کی پیدائش چھپرہ ضلع کے بنیار پور قصبہ میں 1941ء میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام مولوی عبدالغفور مرحوم تھا۔ اور والدہ کا نام بی بی آمنہ خاتون تھا۔ ان کا آبائی وطن موضع ریونڈھا ضلع دربھنگہ تھا اور نانیہال بنیار پور تھا جہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم بنیار پور میں ہی ہوئی۔ سن شعور کو پہنچے تو چند سال ریونڈھا میں بھی رہے۔ لطف الرحمٰن بچپن سے ہی ذہین تھے اس لئے اعلیٰ تعلیم حاصل کیا اور ڈبل ایم اے اور پی ایچ ڈی بھی کیا۔ یہاں تک کہ ایم اے میں گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔ انہوں نے اپنے تدریسی خدمات کا آغاز بھاگلپور یونی ورسٹی سے کیا اور صدر شعبۂ اردو بھاگلپور یونی ورسٹی کے عہدہ پر پہنچ کر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

لطف الرحمٰن کو سیاست سے بھی خاصی دلچسپی تھی۔ چنانچہ بھاگلپور اسمبلی حلقہ سے ایک بار قانون ساز اسمبلی کے لئے منتخب بھی ہوئے اور راشٹریہ جنتا دل سرکار میں کابینہ درجہ کے وزیر بھی ہوئے۔

آپ کو طالب علمی کے زمانے سے ہی مضامین نویسی اور شعر و شاعری سے فطری دلچسپی تھی۔ تنقید، افسانہ نگاری اور شاعری آپ کے مخصوص موضوعات رہے ہیں۔ آپ کی شاعری کے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ تازگی برگ نوا (مجموعہ غزل)، بوسۂ نم (مجموعہ غزل)، صنم آشنا (مجموعہ نظم)۔ ان کے علاوہ تنقید کے موضوع پر ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جن میں جدیدیت کی جمالیات، نقد نگاہ، نثر کی شعریات، راسخ عظیم آبادی، تعبیر و تنقید اور شہر وفا وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ شعری تخلیق اور دیگر تخلیقی عمل آج بھی جاری ہے۔

اردو ڈراما نگاری اور آغا حشر

اس مسلمہ حقیقت کے باوجود کہ آغا حشر کے بغیر اردو ڈرامے کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی، آغا حشر کی فن کارانہ شخصیت تضاد کا شکار رہی ہے۔ نقادوں کی ایک جماعت ان کو اردو کا شیکسپیئر اور دوسری عامیانہ اور سطحی مذاق کا تخلیق کار سمجھتی ہے۔ اس تضادِ آرا کا بنیادی سبب اردو تنقید کی روایتی کج بینی تنگ نظری اور تعصب ہے یہ ایک معروضی سچائی ہے کہ آغا حشر کے نقادوں نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ احتشام حسین لکھتے ہیں:

'اگر وہ سستی شہرت سے بچ کر ڈرامے لکھتے اور زندگی کی انفرادی اور سماجی کشمکش کی بنیادوں پر اپنی ڈراما نگاری کی عمارت کھڑی کرتے ہیں تو حشر کا نقش تاریخ ادب پر اور گہرا ابھرتا ہے اور وہ ان نقائص کا شکار نہ ہوتے جو پارسی اسٹیج نے انہیں ورثے میں دیا۔'

وقار عظیم لکھتے ہیں:

'جس طرح یہ کمپنیاں بے شمار ہیں، اسی طرح ڈراما لکھنے والوں کی تعداد بھی انگنت ہے لیکن ان میں سے اکثر میں نہ صحیح ذوق ہے نہ صحیح علمی استعداد۔ اس لئے ڈراموں میں عموماً مذاق عام کی تسکین کی کوشش کی گئی ہے۔'

یہ دونوں رائیں انتہا پسندانہ ہیں۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ آغا حشر کی فنکارانہ انفرادیت کا تجزیہ کرتے ہوئے ان نقادوں نے تخلیق کے زمانی پس منظر اور آغا حشر تک پہنچنے والی ڈراما کی روایت کو نظر انداز کر دیا۔

یہ ایک کائناتی صداقت ہے کہ ہر ادب اپنی عصری حسیت اور تہذیبی روایت کا آئینہ دار ہوتا ہے عظیم ادب کی ایک اہم پہچان یہ بھی ہے کہ وہ عصری حسیات و کیفیات کی تنقیدی آئینہ داری کے ساتھ ساتھ بعض ایسی صداقتوں کا عکاس بھی ہوتا ہے جو ماورائے عصر ہوتی ہیں یعنی ایسے ادب میں عصریت ابدیت سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ تخلیق کا زمانی و مکانی منظر و پس منظر سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کسی بھی فنی تجربے کی عصری و ابدی

قدروں کا عرفان و شعور اس کی عصری حسیات اور تہذیبی اقدار کی بنیاد پر ہی ممکن ہے سنگ بنیاد کی اہمیت و حیثیت کو نظر انداز کر کے تنقیدی مطالعے کی دیوار تا ثریا بھی گئی تو کج ہی رہے گی۔ اردو تنقید نے آغا حشر کے مطالعہ میں اس کی کج روی کا ثبوت دیا ہے۔

آغا حشر کی فنی انفرادیت اور امتیاز کے تعین کے لئے اس حقیقت کو نظر انداز کرنا صحت مند تنقیدی رویہ نہیں ہوگا کہ آغا حشر سے قبل تک سنسکرت ڈراما نگاری کی مستحکم روایت کے باوجود اردو تمثیل نگاری فنی و فکری لحاظ سے معتبر و مستحکم نہ تھی یعنی اردو نے سنسکرت ڈراما نگاری کی دیرینہ عظیم الشان روایتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا حالانکہ سنسکرت سے فارسی اور اردو میں جمالیاتی روایت کی درآمد بہت پہلے شروع ہو چکی تھی۔

اس کے باوجود اردو تمثیل داستانی ماحول و معاشرے اور روایات و جمالیات سے زیادہ متاثر رہی لکھنؤ کے شاہی اسٹیج اور عوامی اسٹیج کا غالب رجحان یہی تھا اس وقت کے اردو ڈراموں میں بالعموم پرستان کی فضا اور پریوں اور شاہزادوں کی تخیلی اور غیر ارضی کہانیاں پیش کی جاتی تھیں۔ مکالموں میں پرتکلف مقفی اور مسجع زبان کا التزام کیا جاتا تھا۔ مکالموں کے درمیان گیت اور غزل کی کثرت ہوتی تھی ڈراما کا بنیادی مقصد عوامی ذوق کی تسکین اور حصول زر تھا۔ ڈراما نگاری کی حد تک تفنن طبع کو حاصل فن سمجھا جاتا تھا۔

فن کے جمالیاتی تقاضوں کی تکمیل کا بنیادی مقصد بے خبری کا شکار تھا جیسا کہ فی زمانہ فلموں کا حال ہے بنیادی مقصد سستی فلموں کے ذریعہ عوام الناس کے ذوق کی تکمیل اور تجارت اور منافع کا حصول ہے۔ اس مقصد کے لئے ہندوستان کی دیرینہ تہذیبی اور ثقافتی قدروں کو فیشن پرستی، مادیت پسندی اور جدت پسندی کے نام پر قربان کیا جارہا ہے جس کی انتہا کسی بھی عام فلم میں دیکھی جاسکتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان فلموں کو حقیقی زندگی سے دور کا بھی رابطہ و واسطہ نہیں ہے۔ مگر حصول زر کے لئے ایسی فلمیں بنے بنائے فارمولوں کے تحت تیزی کے ساتھ ڈھل رہی ہیں۔ آغا حشر کے زمانے میں بھی ڈراما کمپنیوں کا مقصد حصول زر اور تجارت تھا۔

آغا حشر کی ڈراما نگاری کا آغاز 1901ء میں ہوا۔ ان کے بہت قبل سرسید کی علی گڑھ تحریک پوری طاقت و توانائی کے ساتھ سامنے آچکی تھی۔ حالی، شبلی، محسن الملک اور وقار الملک کی کوششوں کی بنا پر ایک نئے سماج اور معاشرے کی تشکیل کی کوششوں کو مقبولیت حاصل ہو رہی تھی۔ اور نئی تعلیم کی تحریک برگ و بار لا رہی تھی۔ ادب میں بھی انقلاب آچکا تھا۔ علی گڑھ تحریک کے زیر اثر ادب کا سماجی اور معاشرتی رشتہ و تعلق سامنے آچکا تھا۔ ادب کے

سماجی کردار کا احساس عام ہورہا تھا۔ ایسی تخلیقات سامنے آرہی تھیں جو سماج اور معاشرے کی نئی روایتوں کی تشکیل و تعمیر کررہی تھیں۔ یعنی جدید ادب وشاعری کی بوطیقا زیر تحریر تھی۔ لیکن اردو ڈراما نگاری اپنی پرانی ڈگر پر سفر طے کرتی رہی۔

یہ درست ہے کہ آغا حشر کے قبل طالب بنارسی، بیتاب دہلوی اور احسن لکھنوی نے ڈراموں میں کچھ تبدیلیاں کی تھیں لیکن یہ تبدیلیاں بھی عوامی پسند اور ناپسند کو ملحوظ رکھ کر کی گئی تھیں۔ آغا حشر بھی اپنے ابتدائی دور میں اپنے پیش روؤں کی روایت سے گہرے طور پر متاثر رہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہ دوران کی مشق و ممارست کا دور تھا۔ وہ ناٹک اور اسٹیج کی دنیا میں نووارد تھے۔ مگر جلد ہی ان کی ریاضت اور مشق و ممارست نے انہیں منفرد تخلیقی شعور کا حامل بنادیا۔ چنانچہ انہوں نے بنی بنائی ڈگر سے انحراف کیا۔

آغا حشر پہلے ڈراما نگار ہیں جنہوں نے سب سے پہلے عصری زندگی کی حقیقتوں کو موضوع فن کی حیثیت دی اپنے ڈراموں میں سماجی اور معاشرتی مسائل کو جگہ دی۔ جدید اردو ادب وشاعری میں جو اولیت حسین آزادی، حالی اور شبلی کو ہے وہی اولیت اردو ڈرامہ نگاری میں آغا حشر کو ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اردو میں جدید ڈراما نگاری آغا حشر سے شروع ہوئی۔

آغا حشر کا دوسرا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے مقفی اور مسجع اسلوب اور عبارت آرائی کی جگہ عوامی گفتگو اور لب ولہجہ کو عام کرنے کی روایت قائم کی۔ ڈرامے کی زبان کو اردو نثر کی ارتقائی تحریک و تاریخ سے ہم آہنگ کرکے اردو ڈراما نگاری کے اسلوب میں ایک انقلاب پیدا کیا۔ غزلوں اور گیتوں کے حد سے زیادہ استعمال میں اعتدال و توازن پیدا کیا۔ اردو ڈرامے کی زبان کو عصری نثری اسلوب سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ آغا حشر کا یہ اقدام اپنے سے قبل ڈراما نگاری کی روایت سے بغاوت کے مترادف تھا۔

آغا حشر کے ڈراموں میں اسیر حرص، شہید ناز، مار آستین، صید ہوس، خواب ہستی، خوبصورت بلا، یہودی کی لڑکی، رستم وسہراب، اور سلور کنگ وغیرہ سے ان کے منفرد اسلوب اور نثری روایت کا بخوبی اندازہ ممکن ہے۔ خاص طور پر 'سلور کنگ' اور 'رستم وسہراب' میں آغا حشر کی مذکورہ بالا خصوصیتیں زیادہ روشن ہیں۔ ان ڈراموں میں عصری زندگی کے آثار وکوائف کی بھرپور آئینہ داری ہوئی ہے۔ زبان واسلوب میں بھی جدت وندرت موجود ہے۔

آغا حشر اردو ڈرامہ نگاری کی تاریخ میں صف اول کے فنکار ہیں۔ ان کے بعد اسٹیج ڈراموں کا فن تقریباً

پس پشت پڑ گیا اور ادبی ڈراموں کا آغاز ہوا۔ پھر فلم کی ایجاد و مقبولیت نے اردو ڈرامہ نگاری کی روایت پر بے حد منفی اثرات ڈالے لیکن عصر حاضر میں بعض اہم ڈراما نگار سامنے آئے ہیں۔

اسٹیج ڈراما نگاری کی روایت کو مقبول عام بنانے اور استحکام بخشنے والوں میں آغا حشر صف اول کے فنکار ہیں۔ اردو ڈراما کو موضوع، فن اور اسلوب کی سطح پر انہوں نے ترفع سے ہم کنار کیا اور عصری زندگی اور معاشرتی تقاضوں اور عوامی شعور کی بیداری اور آزادی و انقلاب کی تحریک کو فعال اور دو آتشہ بنانے میں لازوال حصہ لیا۔ وہ اردو ڈرامے کے شیکسپیئر ہیں کہ نہیں اسے قطع نظر پریم چند اور اقبال سے کسی بھی طرح ان کا تخلیقی مرتبہ کم نہیں ہے۔

لفظ و معنی

اظہار خیال	۔	اپنے خیالات اور نظریات کو واضح کرنا
واضح	۔	کھلا، صاف
اردو کا شیکسپیئر	۔	شیکسپیئر انگریزی ادب کا ماہر ڈرامہ نگار تھا اس کی نسبت سے
عامیانہ	۔	سطحی، بہت اعلیٰ نہیں، معمولی
مقبول	۔	ہر دل عزیز، سب کا پسندیدہ
عکاس	۔	تصویر بنانا، آئینہ دکھانا، سچ سچ بیان کر دینا
روایت	۔	تاریخ، پچھلے واقعات اور حد ـ یَ روشنی میں س کو جانچنا
جرأت	۔	ہمت، کوشش
منفی اثرات	۔	وہ اثرات جس کے اثرات صحیح رجحان نہیں رکھتے، غلط مقصد
قوم پرستی	۔	اپنی قوم کی خدمات کا خیال رکھنا، قوم کا بھلا چاہنے والا

آپ نے پڑھا

- لطف الرحمٰن نے اپنے اس تنقیدی مضمون 'اردو ڈراما نگاری اور آغا حشر' پر اظہار خیال کرتے ہوئے اس بات کی طرف واضح اشارے کیے ہیں کہ اب تک ان کو اردو کا شیکسپیئر اور دوسری طرف عامیانہ اور سطحی مذاق کا تخلیق کار

سمجھا جاتا رہا۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر بہر حال ان کے ساتھ انصاف نہیں ہوا۔ ڈراما لکھنے والوں اور انہیں منظر عام میں مقبول بنانے کی تمام کوششوں میں ایک طرف انہوں نے اتنی عجلت دکھائی کہ وہ ایک خاص سطح کے فنکار بن کر رہ گئے۔ دراصل ہوتا یہ ہے کہ سنیما ہو یا ڈراما اور افسانہ وہ زمانے کا عکاس ہوتا ہے جس میں وہ لکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں زمانی اور مکانی حدود سے آگے کے بھی بہت سارے نکات چھپے ہوتے ہیں۔

- آغا حشر کے سامنے سنسکرت ڈراما کی طویل روایت رہی ہے۔ مگر اس سے لوگوں نے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ ان کے یہاں واحد مقصد تفنن طبع اور ذوق ادب کی تسکین ہی تھا۔ اسی وجہ سے اس میں فارمولا فلموں کی طرح دلچسپی کے عناصر پر خاص توجہ دی جاتی رہی۔

مختصر ترین سوالات

1. لطف الرحمٰن کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
2. لطف الرحمٰن کس پارٹی کے وزیر اور ایم ایل اے رہے؟
3. لطف الرحمٰن کی کسی دو کتاب کا نام لکھیے۔
4. آغا حشر کے کسی ایک ڈراما کا نام لکھیے۔
5. ڈراما کی تکمیل کا لازمی عنصر کیا ہے؟

مختصر سوالات

1. لطف الرحمٰن کی زندگی کے بارے میں پانچ جملے لکھیے۔
2. مضمون نگاری کی مختصر تعریف لکھیے۔
3. تنقید کے بارے میں پانچ جملے لکھیے۔
4. ڈراما کی مختصر تعریف لکھیے۔
5. آغا حشر کشمیری کی ڈراما نگاری پر پانچ جملے لکھیے۔

طویل سوالات

1. لطف الرحمٰن کی تنقید نگاری پر ایک مضمون لکھیے۔
2. آغا حشر کشمیری کی ڈراما نگاری پر روشنی ڈالیے۔

3. اردو میں تنقید کے آغاز وارتقا پر روشنی ڈالئے۔
4. اسم کی تعریف کیجئے اور اس کے اقسام بیان کیجئے۔

آیئے، کچھ کریں

1. اپنے استاد کی مدد سے اردو کے معیاری ڈراموں کی ایک فہرست بنایئے۔
2. تنقید کے موضوع پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک مذاکرہ کیجئے۔